اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

خطبہ نمبر ۹

روزنامہ

قادیان دارالامان

ٹیلیفون نمبر ۹۱

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE DAILY

ALFAZL,QADIAN.

یوم چہارشنبہ

جلد ۲۸ | ۲۳ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ | یکم ماہ ہجرت ۱۳۱۹ ہش | یکم مئی ۱۹۴۰ء | نمبر ۹۸

خطبہ جمعہ

غیر مبایعین میں تبلیغ محبت اور نرمی سے کی جائے

شدید معاندین کے متعلق بھی سخت کلامی مجھے کبھی پسند نہیں

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۹۔ شہادت ۱۳۱۹ ہش مطابق ۱۹۔ اپریل ۱۹۴۰ء

(مرتبہ شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر)

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

ایک تو مجھے آج نزلہ کی شکایت ہے۔ گلا خراب ہے۔ دوسرے لاؤڈ سپیکر کا آلہ بھی خراب ہو گیا ہے۔ لیکن میں جہاں تک ہو سکا۔ اپنے گلے پر زور ڈال کر کوشش کروں گا۔ کہ آواز دوستوں تک پہونچ جائے۔

میں نے گزشتہ دو خطبات میں جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ

غیر مبایعین میں تبلیغ

کے متعلق نئے سرے سے جدوجہد کریں اور کوشش کریں۔ کہ ان میں سے جن کے لئے اللہ تعالےٰ نے ہدایت مقدر کی ہو۔ ان کو ہدایت دے کر اس فتنہ کے زور کو توڑے اور جو روحیں صحیح رستہ سے دور ہو کر بھٹک رہی ہیں۔ ان کو قبول حق کی توفیق ملے۔ میری اس تحریک کے مطابق بعض دوستوں نے مضامین لکھنے شروع کئے ہیں۔ یا ممکن ہے۔ وہ پہلے کے ہی لکھے ہوئے ہوں۔ جو اب شائع ہوئے ہوں۔ بہرحال میں دیکھتا ہوں۔ کہ دوستوں میں اب زیادہ توجہ نظر آتی ہے۔ اور جن کو لکھنے کی توفیق اللہ تعالےٰ نے دی ہے۔ وہ مضامین لکھ رہے ہیں۔ اور غور و فکر کر رہے ہیں لیکن ایک بات جس کی طرف میں جماعت کو پہلے بھی بارہا توجہ دلا چکا ہوں۔ اب پھر کہدینا ضروری سمجھتا ہوں۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ محض فتح مومن کے لئے خوشی کا موجب نہیں ہو سکتی۔ بلکہ وہ فتح خوشی کا موجب ہوتی ہے۔ جس میں

خدا تعالےٰ کی خوشنودی

حاصل ہو۔ پس اگر ہم ان طریقوں کو استعمال میں لائیں۔ جن سے اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل ہوتی ہو۔ اور ان کے نتیجہ میں فتح حاصل ہو۔ تو یہ فتح بے شک خوشی کا موجب ہوگی۔ بلکہ ان طریقوں کو استعمال میں لاتے ہوئے اگر شکست بھی ہو جائے تو وہ بھی خوشی کا ہی موجب ہوگی۔ بعض دفعہ ایسی شکست عظیم الشان کامیابیوں کا موجب ہو جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابتدائی زمانہ کا ایک ایسا واقعہ ہے۔ جسے خدا تعالےٰ نے قبول فرمایا۔ بلکہ وہ سلسلہ کی بنیاد کا محرک ہو گیا۔ آپ ایک مرتبہ جوانی کے ایام میں بٹالہ تشریف لے گئے۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو بعد میں

آپ کے مکفر

بن گئے۔ نئے نئے حدیث کا علم پڑھکر بٹالہ آئے تھے اور نیا نیا جوش تھا۔ وہ ہر مجلس میں حنفیوں کو بُرا بھلا کہتے تھے۔

سال ششم کے وعدوں میں اضافہ کرنیوالے مخلصین

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرما چکے ہیں کہ اس سال رسال ششم کے وعدے گذشتہ سال سے کچھ کم ہیں گو ۱۹۳۹ء کی نسبت زیادہ ہیں۔

بے شک ابھی بیرون ہند کی جماعتوں کے سب وعدے نہیں آئے جو کئی ہزار کے ہوتے ہیں۔ زیر بیرون ہند کی جماعتوں کو جنہوں نے وعدے نہیں بھیجے وعدہ جن کو منظوری کی اطلاع نہیں گئی۔ اپنے وعدے اعلان ہذا کو پڑھتے ہی بھجوا دیں۔ وہ مخلصین جو سمجھتے ہیں کہ ان کے وعدوں میں گذشتہ سال کی نسبت کمی ہے یا انہیں توفیق تو زیادہ دینے کی تھی مگر انہوں نے کسی وجہ سے کم لکھایا۔ یا وہ جن کے ایمان کا تقاضا یہ ہے۔ کہ موعود خلیفہ کی آواز جب بھی آئے۔ اس پر بشرح صدر لبیک کہنا اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا موجب ہے۔ ایسے تمام دوستوں کو چاہئیے کہ اپنے وعدوں میں اضافہ کی اطلاع حضور کی خدمت میں بھجوا دیں۔

احباب کی طرف سے اضافوں کے وعدے حضور کی خدمت میں پیش ہو رہے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر فتح دین صاحب ٹوپی سرحد سے لکھتے ہیں کہ حضور کا خطبہ جمعہ دوبارہ پڑھ کر دل پر اثر ہوا۔ خاکسار کا وعدہ معہ دو بچوں کے ایکسو اڑسٹھ روپیہ کا ہے خاکسار نے پہلے سالوں میں اس وقت وعدہ کیا۔ جب کہ مالی حالت اچھی تھی مگر ایمانی کمزور تھی۔ اب بوجہ خانگی اخراجات کے بڑھ جانے کے مالی حالت تو کمزور ہے۔ مگر ایمانی حالت خدا کے فضل سے زیادہ بہتر ہے۔ اس لئے میری ایمانی طاقت مجھے مجبور کرتی ہے کہ میں اپنے وعدہ سال ششم میں پچاس روپیہ کا اضافہ کر دوں۔ لہٰذا خاکسار اپنے سابقہ وعدے میں پچاس روپیہ کا اضافہ کرتا ہے۔ جو حالات حضور نے خطبے میں بیان فرمائے ہیں وہ ایسے ہیں کہ دل چاہتا ہے اپنا سب کچھ خدا کے حضور پیش کر دوں۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ مرفوع خط فرمائے۔ کیونکہ دنیا روزے چند عاقبت باخداوند۔ اگر اللہ تعالیٰ کو اس دنیا میں خوش نہ کر لیا جائے تو آخرت میں کیا حال ہوگا۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

ان احباب کو جنہیں اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے۔ اور وہ جو سمجھتے ہیں کہ حضور کی آواز پر لبیک کہنے میں ثواب ہے چاہئیے کہ اپنے وعدوں میں اضافہ کریں۔ کئی دوستوں کے وعدے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچ چکے ہیں۔ جو انشاء اللہ آئندہ اخبار میں شائع کئے جائیں گے۔

فنانشل سکرٹری تحریک جدید

تبلیغی ایام اور جلسوں کے متعلق ضروری اعلان

جیسا کہ احباب کو علم ہے۔ ہر سال چار دفعہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد مبارک کے مطابق تبلیغ کے لئے خاص دن بڑی کامیابی سے منائے جاتے ہیں۔ تبلیغ اور اشاعت اسلام جماعت احمدیہ کا اولین فرض ہے۔ اس کی ادائیگی میں ہر سال زیادہ جوش اور اخلاص دکھانا چاہیئے اور مومن کا کوئی دن ایسا نہیں گذرنا چاہیئے جس میں عملی طور پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا نمونہ پہلے سے بڑھ کر نہ ہو۔ چونکہ ان خاص تبلیغی ایام کو روزانہ تبلیغ کے مقابل میں نظام اور اہتمام کے لحاظ سے ممتاز اور جداگانہ حیثیت حاصل ہے۔ اس لئے سال رواں کے لئے ان ایام کی منظوری حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے پہلے سے عطا فرما دی ہے۔ تاکہ ہندوستان اور دور دراز کی جماعتیں ان کو نوٹ کر لیں اور تیاری کے لئے کافی وقت مل جائے۔ غیر مسلموں میں یوم التبلیغ تو منایا جا چکا ہے۔ باقی ایام کی تاریخیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) **یوم تبلیغ برائے غیر احمدیاں** مورخہ ۱۴ وفا ۱۳۱۹ ہش مطابق ۱۴ جولائی بروز اتوار۔ بیادگار شہادت حضرت شاہزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب شہید جو کہ ۱۴ جولائی ۱۹۰۳ء کو کابل میں واقع ہوئی۔

(۲) **یوم سیرۃ النبی** کے لئے مورخہ ۱۵ تبوک ۱۳۱۹ ہش مطابق ۱۵ ستمبر ۱۹۴۰ء بروز اتوار بیادگار پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ مسیح موعود کے زمانہ میں ستارہ ذوالسنین طلوع ہوگا جو کہ ستمبر ۱۸۸۲ء میں طلوع ہوا۔

(۳) **یوم پیشوایان مذاہب** کے لئے مورخہ یکم فتح ۱۳۱۹ ہش مطابق یکم دسمبر ۱۹۴۰ء بروز اتوار بیادگار اشتہار بیعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں مشتہر کیا گیا۔

ان ایام کے لئے صیغہ نشر و اشاعت سے جو مضامین شائع ہوتے ہیں۔ ان کے متعلق احباب اپنے سابقہ تجربہ کی بنا پر مفید مشورہ سے بھی مستفید فرمائیں۔

(مہتمم نشر و اشاعت نظارت دعوۃ و تبلیغ)

تشخیص چندہ کے متعلق ضروری اعلان

جماعتوں کے بجٹوں کی پڑتال کے دوران میں معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض احباب کی سالانہ آمدنی بجٹ میں اس قدر کم درج کی گئی ہے۔ کہ جو معمولی ضروریات زندگی کے لئے بھی ہرگز کافی نہیں ہو سکتی۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایسے احباب کو یہ غلط فہمی ہے۔ کہ آمدنی سے گھر کے اخراجات مہیا کرنے کے بعد جو بچے۔ اس پر چندہ عام واجب ہوتا ہے۔ اس غلط فہمی کے ازالہ کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ گھر کے اخراجات منہا کئے بغیر پوری آمدنی پر باشرح چندہ کا بجٹ تشخیص ہونا ضروری ہے۔ پس جماعتوں کے عہدیداروں کو بجٹ تشخیص کرتے وقت اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے۔ یہ نقص نسبتاً دیہاتی جماعتوں میں زیادہ ہے۔

(ناظر بیت المال قادیان)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

روم ۲۸ راپریل۔ آج اطالوی پارلیمنٹ میں وزیر انصاف نے اعلان کیا کہ موجودہ جنگ میں اٹلی محض تماشائی نہیں رہ سکتا۔ اور وہ واقعات کی رفتار سے اچھی طرح واقف ہے۔

کلکتہ ۲۸ راپریل۔ یونیورسٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ اسلامی تمدن و لٹریچر کی ترقی کے لئے ایک مستقل شعبہ قائم کیا جائے۔ ہندوستان میں اپنی نوعیت کا یہ پہلا ادارہ ہے۔

لنڈن ۲۸ راپریل۔ بلگریڈ ریڈیو سے اعلان کیا گیا ہے کہ یوگوسلاویہ دور علاوہ ہر قیمت پر اپنی غیر جانبداری کی حفاظت کریں گے۔ اور کسی ملک کے دباؤ میں نہیں آئیں گے۔

ہندوستانی فوج کے بہت سے افسر ناروے پہنچ گئے ہیں۔ چونکہ انہیں صوبہ سرحد میں پہاڑی علاقہ میں جنگ کا تجربہ ہے۔ اس لئے ان سے مفید کام لیا جا رہا ہے۔ سٹاک ہالم کی ایک خبر مظہر ہے کہ روزانہ تین ہزار جرمن سپاہی ناروے میں داخل ہو رہے ہیں۔ اور ان میں سے اکثر اوسلو پہنچ جاتے ہیں۔

بوڈاپسٹ ۲۸ راپریل۔ ہنگرین گورنمنٹ نے حکم دیا ہے۔ کہ کوئی شخص کسی غیر ملکی کو اپنے ہاں پناہ نہ دے۔ غیر ملکی صرف ان مقامات پر ٹھہر سکتے ہیں۔ جن کا ان کے پاسپورٹ میں ذکر ہو۔

بوڈاپسٹ ۲۸ راپریل۔ وزیر اعظم ہنگری نے پارلیمنٹ میں اعلان کیا کہ نازی جاسوسوں نے ہمارے ملک میں حکومت کا تختہ الٹنے کی سازش کی تھی۔ جو بہت خطرناک تھی۔ مگر بر وقت خبر ہو جانے کی وجہ سے وہ کامیاب نہیں ہو سکی۔ اسی وجہ سے غیر ملکیوں پر شدید پابندیاں لگا دی گئی ہیں۔

لنڈن ۲۸ راپریل۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت برطانیہ نے کمیونسٹ پارٹی کو خلاف قانون قرار دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ کیونکہ وہ روس کے ساتھ سازباز رکھتی ہے۔ اور اس کے وجود سے جرمنی کو تقویت پہنچنے کا امکان ہے۔

لنڈن ۲۹ راپریل۔ جرمنی کے تین مال لے جانے والے جہاز آج برطانوی بیڑے کے قابو آگئے۔ اور تینوں کو تارپیڈو مار کر غرق کر دیا گیا۔ برطانیہ کے بحری محکمہ نے جرمنی کے اس جھوٹ کی قلعی کھولی ہے۔ کہ جرمنی نے برطانیہ کے پانچ گشت کرنے والے اور تیرہ فوج لے جانے والے جہاز غرق کر دیئے ہیں اعلان میں کہا گیا ہے کہ برطانیہ کا کوئی اب جہاز غرق نہیں ہوا۔ صرف دو چھوٹے چھوٹے جہاز ڈوبے ہیں۔ مگران کے جہازی بچا لئے گئے۔

لاہور ۲۹ راپریل۔ خاکسار کا جھگڑا چکانے کے لئے پنجاب اسمبلی کے بعض مسلمان ممبر کل وزیر اعظم پنجاب سے ملاقات کریں گے۔

دہلی ۲۹ راپریل۔ فرانسیسی انڈو چائنا اور ہندوستان میں تجارتی سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ اب دونوں ایک دوسرے کو سامان حرب بھیج سکیں گے۔

لاہور ۲۹ راپریل۔ وزیر اعظم نے آج پنجاب اسمبلی میں کہا۔ کہ اگر مخالف پارٹی پرائمری ایجوکیشن بل پر بحث ختم کرنے کو تیار رہے۔ تو اجلاس کو دو دن کے لئے بڑھا دیا جائے گا۔ ورنہ یہ کل ختم ہی ہو جائے گا۔

لنڈن ۲۹ راپریل۔ جرمنوں نے نمیاس پر شدید حملہ کیا تھا۔ مگر انہیں پسپا کر دیا گیا۔

پٹنہ ۲۹ راپریل۔ بہار کے سابق وزیر مسٹر محمد یونس نے ایک تقریر میں کہا کہ اس نازک وقت میں ہندوستانیوں کو اپنے حقوق کے لئے لڑنا اچھا نہیں۔ گاندھی جی کو چاہیئے کہ لڑائی میں کامیابی کے لئے اتحادیوں کی مدد کریں۔ ورنہ اگر یہ ہار گئے۔ تو ہندوستان کہیں کا نہیں رہے گا۔

لنڈن ۲۹ راپریل۔ برطانوی بیڑے کی کوششوں کا یہ نتیجہ نکلا ہے کہ ناروے میں جرمنی کی فوجوں کو سامان پہنچنا مشکل ہو رہا ہے اور ادھر اتحادی فوجیں ناروے میں برابر پہنچ رہی ہیں۔ جرمن ہوائی جہازوں نے جتنی دفعہ برطانوی ہوائی جہازوں پر حملے کئے۔ منہ کی کھائی ٹرانیم میں برطانوی اور فرانسیسی فوجیں جمع ہو رہی ہیں۔ ٹرانیم کے قریب ایک مقام پر جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہاں بڑی زبردست لڑائی ہو گی۔ فوجیں پہنچ رہی ہیں۔ اوسلو کی جرمن فوجیں ادھر روانہ ہو چکی ہیں۔

لنڈن ۲۹ راپریل۔ ناروے میں برطانوی ہوائی جہازوں کے پہنچ جانے کی وجہ سے جرمن ہوائی جہازوں کے حملے بہت کم ہو گئے ہیں۔

لنڈن ۲۹ راپریل۔ آج حکومت ناروے نے ایک بیان چھاپا ہے جس میں اعلان کیا ہے کہ جب تک ہم نازیوں کو نکال نہیں دیتے اس وقت تک ناروے میں لڑائی جاری رہے گی۔ اس بیان میں جرمن وزیر خارجہ کے اس بیان کی بھی تردید کی گئی ہے کہ اتحادی ناروے پر قبضہ کرنے کے انتظامات کر رہے تھے اور اتحادیوں کا شکریہ ادا کیا ہے کہ انہوں نے ظالم کا مقابلہ کرنے میں ناروے کی امداد کی۔ ہیر وان ربن ٹراپ جرمن وزیر خارجہ کے الزامات کو ناروے کے وزیر خارجہ نے بھی جھوٹا قرار دیا ہے۔

لنڈن ۲۹ راپریل۔ جاپان کے ایک اخبار نے لکھا ہے کہ ہیر وان ربن ٹراپ نے جو الزامات اتحادیوں پر لگائے ہیں۔ وہ صرف جرمنوں کو سنانے کے لئے ہیں۔ اس طرح جرمنوں کو ہر قسم کے پروپیگنڈا کے ذریعہ لڑائی کے لئے تیار کیا جا رہا ہے۔

دہلی ۲۹ راپریل۔ آزاد مسلم کانفرنس کی سبجیکٹ کمیٹی کے جلسہ میں آج ایک ریزولیوشن پاکستان کی سکیم کے متعلق پاس کیا گیا جس میں کہا گیا کہ ہندوستان کو ہندو مسلمانوں میں بانٹنا نہیں چاہیئے اس سے مسلمان گھاٹے میں رہیں گے۔ دوسرا ریزولیوشن آئندہ آئین کے متعلق نمائندہ اسمبلی کی نسبت پاس کیا گیا جس کے لئے قرار دیا گیا کہ ہر بالغ کو رائے دینے کا حق دیا جائے۔

دہلی ۲۹ راپریل۔ کچھ ہندوستانی فوج فرانس گئی ہوئی ہے۔ آج خبر موصول ہوئی ہے کہ یہ ہندوستانی فوج کے دستہ کے ساتھ ایک فرانسیسی افسر لگا دیا گیا ہے ہندوستانی فوج کے پاس ہر قسم کے سامان ہیں وہ آرام سے ہیں۔ ان کی صحت بھی اچھی ہے اور کیوں اچھی نہ ہو جب کہ پہننے کو اچھے کپڑے۔ اور کھانے کو اچھا کھانا ملتا ہے۔

کراچی ۲۹ راپریل۔ خیال کیا جاتا ہے کہ سندھ اسمبلی میں تین پارلیمنٹری سکرٹری رکھے جائیں گے۔

بنوں ۲۹ راپریل۔ آج یہاں شہر کے بچانے کی مشق کی گئی۔ خطرہ کا اعلان ہوتے ہی فوجی دستہ شہر کے اندر آگیا اور اس نے کام شروع کر دیا۔

دہلی ۲۹ راپریل۔ آج آل انڈیا کسان سبھا کے جنرل سکرٹری کو تین سال قید کی سزا دی گئی۔ صوبہ بہار کے کسی قصبہ میں انہوں نے قانون کے خلاف تقریر کی تھی۔

دہلی ۲۹ راپریل۔ ریاست بڑودہ کے پرجا منڈل نے اعلان کیا ہے کہ جو اصلاحات جاری کی گئی ہیں وہ ناکافی ہیں۔ لیکن ساتھ ہی آنے والے انتخاب میں پرجا منڈل کے ممبروں کو حصہ لینے کی اجازت دیدی گئی ہے۔

کالی کٹ ۲۹ راپریل۔ بنگال کے وزیر اعظم مسٹر فضل الحق صاحب آج یہاں پہنچے سٹیشن سے ان کا جلوس نکالا گیا۔ جلسہ گاہ میں جھنڈا لہراتے ہوئے انہوں نے اعلان کیا کہ ملک کی خدمت کے لئے سب کو اس کے نیچے جمع ہو جانا چاہیئے۔

روم ۲۸ راپریل۔ حکومت اٹلی نے بعض علاقوں پر جن میں مشرقی افریقہ کے مقبوضات بھی شامل ہیں غیر ملکی طیاروں کی پرواز کی قطعی ممانعت کر دی ہے

سرینگر کشمیر، مری اور ڈلہوزی کو ریل اور سڑک کے مشترکہ ٹکٹ

نارتھ ویسٹرن ریلوے کے تمام اہم سٹیشنوں سے مذکورہ بالا مقامات تک تھرو بکنگ کے لئے ریل اور سڑک کے مشترکہ واپسی ٹکٹوں کی سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں۔ اسی طرح ای۔ آئی وجی۔ آئی۔ پی و بی بی اینڈ سی۔ آئی و بی اینڈ این۔ ڈبلیو۔ ایم۔ ایس اور جے ریلویز کے بعض سٹیشنوں سے کشمیر۔ مری اور ڈلہوزی تک سفر کے لئے بھی یہ سہولتیں حاصل ہیں۔ باتصویر رنگین پمفلٹوں کے لئے جن میں پوری پوری تفصیلات درج ہیں۔ مندرجہ ذیل پتہ پر لکھیں۔

جنرل منیجر نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور

ضرورت رشتہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی جو کہ سرکاری ملازم ایک مخلص اور معزز خاندان کے فرد ہیں۔ کی تین لڑکیوں کے لئے جو کہ تعلیم یافتہ صاحب سیرت اور امور خانہ داری سے بخوبی واقف ہیں۔ معقول ذریعہ معاش ملازمت پیشہ رشتوں کی ضرورت ہے جو کہ نیک۔ صالح۔ تعلیم یافتہ برسر روزگار مخلص اور معزز خاندان کے فرد اور پنجاب کے باشندے اور مین لائن کے قریب کے شہروں کے رہنے والے ہوں۔ معرفت مولوی چراغ الدین مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مری روڈ شہر راولپنڈی

جناب مولوی محمد علی صاحب کے سابقہ عقائد

اور

رسالہ "ریویو" اردو کے پرانے فائل

جناب مولوی محمد علی صاحب۔ امیر غیر مبائعین اپنے زمانہ ایڈیٹری میں رسالہ "ریویو" اردو میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایسے صاف صاف الفاظ میں "نبی" لکھتے رہے ہیں۔ جن کی کوئی تاویل نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف آج تک ان کی کوئی معقول توجیہہ اپنے حالیہ عقائد کے مطابق پیش نہیں کر سکے۔

ہمارے سٹاک میں رسالہ کے پرانے فائلوں کی کچھ جلدیں محفوظ ہیں۔ افادۂ عام کے لئے ہم نے ان کی رعائتی قیمت دو روپے فی فائل کر دی ہے۔ محصولڈاک ۸/ فی فائل اس کے علاوہ ہوگا۔ آج ہی رقم بذریعہ منی آرڈر بھیج کر طلب فرمائیں۔ ان رسالوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر بزرگان و علماء سلسلہ کے بھی بیش قیمت مضامین ہیں جو اور کسی جگہ شائع نہیں ہوئے

منیجر رسالہ ریویو اردو قادیان

خدمت خلق

مردانہ پوشیدہ۔ زنانہ دیرینہ امراض کیلئے مجھے لکھئے۔ ہومیو پیتھک علاج بہ نسبت دوسرے طریقہ علاج کے جلد فائدہ کرتا ہے۔ مختلف علاج اور انجکشن سے بیماری کو پیچیدہ نہ بنائیے۔ اگر آپ کسی کو مرض میں مبتلا پاویں میرا تعارف کرا دیجئے

ایم۔ ایچ۔ احمدی معرفت الفضل قادیان

دوائی اٹھرا

محافظ جنین حب اٹھرا رجسٹرڈ

اسقاط حمل کا مجرب علاج حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ کے شاگرد کی دوکان سے

جن کے حمل گر جاتے ہیں۔ یا مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ یا پیدا ہو کر فوت ہو جاتے ہیں۔ اکثر ان بیماریوں کا شکار رہتے ہیں۔ سبز پیلے دست۔ قے۔ پیچش۔ درد پسلی یا نمونیہ ام الصبیان پرچھاواں یا سوکھا بدن پر پھوڑے پھنسی چھالے۔ خون کے دھبے پڑنا۔ دیکھنے میں بچہ موٹا تازہ خوبصورت معلوم ہونا۔ بیماری کے معمولی صدمہ سے جان دے دینا۔ اکثر لڑکیاں پیدا ہونا۔ لڑکیوں کا زندہ رہنا۔ لڑکے فوت ہو جانا۔ اس مرض کو طبیب اٹھرا اور اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس موذی مرض نے کروڑوں خاندان بے چراغ و تباہ کر دیئے ہیں۔ جو ہمیشہ ننھے بچوں کے منہ دیکھنے کو ترستے رہے۔ اور اپنی قیمتی جائیدادیں غیروں کے سپرد کر کے ہمیشہ کے لئے بے اولادی کا داغ لے گئے۔ حکیم نظام جان اینڈ سنز شاگرد حضرت قبلہ مولوی نور الدین صاحب رضؓ طبیب سرکار جموں و کشمیر نے آپ کے ارشاد سے ۱۹۱۰ء میں دواخانہ ہذا قائم کیا اور اٹھرا کا مجرب علاج حب اٹھرا رجسٹرڈ کا اشتہار دیا تاکہ خلق خدا فائدہ حاصل کرے۔ اس کے استعمال کرنے سے بچہ ذہین خوبصورت تندرست اور اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے اٹھرا کے مریضوں کو حب اٹھرا رجسٹرڈ کے استعمال میں دیر کرنا گناہ ہے۔ قیمت فی تولہ عہ مکمل خوراک گیارہ تولہ یکدم منگوانے پر گیارہ روپے علاوہ محصولڈاک

المشتہر حکیم نظام جان شاگرد حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

پیارے دی ہٹی (رجسٹرڈ) قادیان

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے تحریر فرماتے ہیں "سیٹھ پیارے لال ولد سیٹھ گھنیا لال صراف قادیان کاروباری لحاظ سے نہایت ایماندار ثابت ہوئے ہیں" الہام الیس اللہ بکاف عبدہ خالص چاندی کی انگوٹھی میں کھدا ہوا۔ ہم سے خرید فرمائیں۔ نیز ہر قسم کے زیورات تیار کر سکتے ہیں۔ اور آرڈر آنے پر حسب منشا تیار کئے جاتے ہیں۔

سلور جوبلی میڈل جن کی سفارش جلسہ سالانہ پر چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے فرمائی تھی۔ ۲/ آنے فی میڈل کے حساب سے طلب فرمائیں۔

سیٹھ پیارے لال ولد سیٹھ گھنیا لال صراف قادیان پنجاب

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۹ شہادت ۱۳۱۹ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق ساڑھے نو بجے شب کی اطلاع ہے۔ کہ حضور کی طبیعت علیل ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا کریں:

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو سردرد ضعف اور کھانسی کی شکایت ہے احباب صحت کاملہ کے لئے دعا کریں۔

قریشی محمد نذیر صاحب ملتانی مبلغ کا بچہ محمد رشید بعمر پانچ سال بیمار ہے ٹائیفائڈ بیمار ہے دعا ہے صحت کی جائے:

نتیجہ امتحان (سپلیمنٹری) درجہ رابعہ جامعہ احمدیہ

گذشتہ سال کے امتحان میں دو امیدوار کمپارٹمنٹ میں آئے تھے۔ ان کا دوبارہ امتحان لیا گیا ہے۔ جس کا نتیجہ حسب ذیل ہے:۔ (۱) مولوی بشیر احمد صاحب بشر مولوی فاضل ۱۸۳/۳۰۰ پاس (۲) سید اعجاز احمد صاحب مولوی فاضل ۱۴۷/۳۰۰ پاس۔ (ناظر تعلیم و تربیت)

اچھنیوں میں بھی ان کے مقابلہ کا بہت جوش تھا۔ مگر ان کا کوئی مولوی ان کے سامنے ٹھہرتا نہیں تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو اتفاق سے بٹالہ تشریف لے گئے۔ تو ایک شخص نے ان سے کسی اختلافی مسئلہ میں بحث کے لئے آپ کو مجبور کیا۔ اور کہا کہ وہ کفر کی باتیں کرتے ہیں۔ اور اسلام کے خلاف عقائد رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا چلو دیکھتے ہیں۔ چنانچہ آپ تشریف لے گئے لوگ بہت جمع تھے۔ اور بڑا ہجوم ہو گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مولوی محمد حسین صاحب آمنے سامنے بیٹھ گئے۔ آپ نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ آپ کا کیا دعوےٰ ہے مولوی صاحب نے کہا کہ میرا دعوےٰ یہ ہے کہ سب سے مقدم قرآن کریم ہے۔ اور اس کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قول۔ اور اس کے مقابل پر ہم کسی اور انسان کے قول کو نہیں لے سکتے۔ آپ نے یہ بات سنکر فرمایا کہ

آپ کی یہ بات تو معقول ہے

اس پر لوگوں نے شور مچا دیا۔ کہ ہار گئے ہار گئے جو لوگ آپ کو ساتھ لے گئے تھے وہ بڑے غصہ میں آئے۔ کہ آپ نے ہم کو ذلیل کر دیا۔ مگر آپ نے کسی بات کی پرواہ نہ کی اور فرمایا کہ کیا میں یہ کہوں کہ امت کے کسی فرد کا قول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول پر مقدم ہے۔ اور اس طرح خالص اللہ کے لئے بحث کو ترک کر دیا رات کو خداوند کریم نے اپنے الہام اور مخاطبت میں اسی ترک بحث کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ "تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا۔ اور وہ تجھے بہت برکت دے گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔" پھر بعد اس کے عالم کشف میں وہ بادشاہ دکھلائے گئے۔ جو گھوڑوں پر سوار تھے۔ چونکہ آپ نے خالصاً

خدا اور اس کے رسول کے لئے انکسار اور تذلل

اختیار کیا۔ اس لئے اس محسن مطلق نے نہ چاہا۔ کہ آپ کے اس فعل کو بغیر اجر کے چھوڑے۔ (تذکرہ ص ۸-۹)

تو بعض اوقات شکست زیادہ بہتر ہوتی ہے۔ اس فتح سے جس میں خدا تعالےٰ کی خوشنودی نہ ہو۔ یہ بات میں نے پہلے بھی کئی بار کہی ہے۔ اور اب پھر اسے دہرا دیتا ہوں۔ کہ غیر مبایعین کے مقابلہ پر ایسے ذرائع اختیار کرو جو خدا تعالےٰ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کا موجب ہوں۔ میں نے بارہا سخت کلامی سے روکا ہے۔ مجھے

سخت کلامی

کبھی پسند نہیں۔ خواہ وہ میرے شدید سے شدید مخالف کے متعلق ہی کیوں نہ ہو۔ بے شک بعض حقائق کے بیان کرنے میں بعض سخت الفاظ کا استعمال کرنا پڑتا ہے۔ جو دوسرے کے لئے ناگوار ہوتے ہیں۔ مگر ان کے بیان میں بھی جہاں تک ممکن ہو سخت الفاظ سے بچنا چاہیئے۔ اور ایسے رنگ میں بات کو بیان نہ کیا جائے کہ دوسرا سمجھے کہ اس کے دل میں غصہ اور بغض ہے۔ جو یہ نکال رہا ہے۔ ایک ہی بات کو سخت الفاظ میں بھی ادا کیا جاسکتا ہے۔ اور اسی کو نرم الفاظ میں بھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ایک واقعہ

سنایا کرتے تھے۔ لاہور میں ایک خاندان فقیروں کا مشہور ہے۔ ہمارے خاندان کے ساتھ ان کے تعلقات پرانے چلے آتے ہیں۔ ہمارے بڑے بھائی خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم اور اس خاندان کے آخری رئیس بھائی بھائی بنے ہوئے تھے۔ ان کے دادا مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وزیر تھے۔ اور وہ بہت بلند پایہ طبیب تھے۔ اور اس وجہ سے بہت اثر رکھتے تھے۔ گو اس زمانہ میں

مسلمانوں کی حالت

اچھی نہ تھی۔ مگر انہیں طب کی وجہ سے اور ذاتی قابلیت کے باعث بہت رسوخ حاصل تھا۔ مسلمانوں کو اس زمانہ میں چونکہ مصائب کا شکار ہونا پڑتا تھا۔ اس لئے جس کسی کو کوئی مصیبت پیش آتی۔ ان کے پاس امداد کے لئے پہنچ جاتا تھا۔ اور آپ ہر ایک کی کچھ نہ کچھ مدد کر دیتے۔ اور جو تھوڑی بہت رقم ممکن ہوتی دے دیتے۔ اس زمانہ میں پیسہ کی بہت قیمت تھی۔ روپیہ کا دس دس من غلہ ملتا تھا۔ ایک دفعہ ان کے پاس کوئی محتاج آیا وہ بیٹھے کام کر رہے تھے۔ اور اپنے نوکر سے کہہ دیا۔ کہ میاں اسے آٹھ آنہ کے پیسے دے دو۔ نوکر نے دیئے۔ تو اس نے شور مچا دیا۔ کہ اتنے بڑے آدمی ہو کر آپ مجھے صرف آٹھ آنے دیتے ہیں۔ حالانکہ اس

زمانہ کے حالات کے لحاظ سے

یہ بھی کافی تھے۔ روپیہ مہنگا تھا۔ اور میرا خیال ہے۔ کہ وزیر کی تنخواہ بھی اس وقت دو تین سو روپیہ ہی ہوتی ہوگی۔ مگر باوجود اس کے وہ مخیر آدمی تھے۔ اور جو حاجت مند آتا۔ جو کچھ ممکن ہوتا اسے دے دیتے۔ مگر اس محتاج نے شور مچا دیا۔ اور کام کرنا مشکل کر دیا۔ آپ نے اسے بہت سمجھایا۔ مگر وہ باز نہ آیا۔ اور کام میں حرج کرنے لگا۔ آخر مجبور ہو کر آپ نے نوکر سے کہا کہ اسے

پولے پولے (نرم نرم) دھکے مار کر

باہر نکال دو۔ گو وہ مجبور ہو گئے کہ دھکے مار کر اسے نکالیں۔ مگر شرافت کی وجہ سے پورے پورے دھکے مارنے کی جرأت بھی ساتھ ہی کر دی۔ تو اگر انسان نرمی اور محبت کو اپنا شعار بنا لے۔ تو لڑائی میں بھی ایسے الفاظ استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ کہ جو سخت نہ ہوں۔ جس طرح فقیر صاحب کی مثال میں نے دی ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ سخت کلامی اخلاص پر دلالت نہیں کرتی۔ اس کی ایک تازہ مثال آپ لوگوں کے سامنے ہے یعنی میاں فخر الدین ملتانی کی۔ ان کی ٹھوکر کا موجب ہی ان کی یہ سخت کلامی ہوئی وہ ہمیشہ

پیغامیوں کے خلاف سخت مضامین لکھا کرتے

تھے۔ میں نے ڈانٹا۔ کہ یہ طریق مجھے پسند نہیں۔ کہ مضامین میں گالیاں دی جائیں۔ خواہ وہ میرے شدید مخالفوں کو ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ بات ان کو بُری لگی۔ کہ میں تو ان کے لئے قربانی کرتا ہوں۔

ان کے مخالفوں کا مقابلہ

کرتا ہوں۔ اور یہ ناراض ہوتے ہیں۔ انہوں نے پھر ویسا ہی مضمون لکھا۔ اور میں نے پھر ڈانٹا۔ اور ان کو پھر بُرا لگا۔

دو تین بار ایسا ہی ہؤا۔ آخر میں نے ان کو کہا۔ کہ اگر پھر ایسا مضمون لکھا تو سزا دُوں گا۔ اس پر ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہؤا۔ کہ یہاں کام کرنے والوں کی کوئی قدر نہیں۔ ان کے نزدیک قدر کے یہی معنے تھے۔ کہ میں خدا رسول اسلام اور اخلاق کی کوئی پروا نہ کرتا اور اس پر خوش ہو جاتا۔ کہ یہ شخص میری مدد کرتا ہے۔ حالانکہ

اصل چیز تو خدا تعالےٰ کی خوشنودی

ہے۔ اور میں تو خدا تعالےٰ کے سامنے جواب دہ ہوں۔ اگر وُہی ناراض ہو۔ کہ میں نے گالیاں دلوائیں۔ تو میں فخر دین صاحب کی امداد کو کیا کرتا۔ اس بات سے ان کو ٹھوکر لگ گئی۔ اور یہی سخت کلامی ابتلاء کا موجب ہو گئی۔ چنانچہ بعد میں جب ان کے بیان لئے گئے۔ تو یہی معلوم ہؤا۔ کہ اصل ٹھوکر کا موجب یہی بات ہوئی ہے۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ جب مجھے معلوم ہؤا۔ کہ حضرت صاحب ناراض ہیں۔ تو میں نے دو تین بار یہ دریافت کرایا۔ کہ ناراضگی کا باعث کیا ہے۔ تو معلوم ہؤا۔ کہ میرے جو مضامین فاروق میں شائع ہوتے ہیں ان کی وجہ سے ناراض ہیں۔ اور بھی کئی شخص ہیں۔ دیکھے ہیں۔ کہ جن کو اسی بات سے ٹھوکر لگی۔ کہ وُہ سمجھتے۔ ہم تائید کر رہے ہیں۔ اور میں اسے ناپسند کرتا۔ ایسی تائید جو غلط طریق سے ہو۔ وُہ مجھے کبھی پسند نہیں آئی۔ اور میں کبھی برداشت نہیں کر سکتا۔ کہ اس رنگ میں میری مدد کی جائے۔ اور کوئی انسان مدد کر بھی کیا سکتا ہے۔ اگر خدا تعالےٰ ناراض ہو جائے۔ اصل جواب دہی تو خدا تعالےٰ کے سامنے کرنی ہوتی ہے۔ اگر

اسلام۔ احمدیت اور اخلاق

جاتے رہیں۔ تو خواہ کروڑوں مضامین لکھے جائیں۔ ان کی قیمت اتنی بھی نہیں جتنی ان کاغذوں کی جن پر وُہ لکھے جاتے ہیں:۔

پس میں دوستوں کو ہدایت کرتا ہُوں۔ کہ جو مضمون بھی لکھیں۔ نرمی اور محبت سے لکھیں۔ یہ صحیح ہے کہ جہاں کوئی تلخ مضمون آئے گا۔ اس کی کچھ نہ کچھ تلخی تو باقی رہے گی۔ لیکن جہاں تک ہو سکے۔ الفاظ نرم استعمال کرنے چاہئیں۔ مثلاً کسی نے چوری کی ہو تو کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس نے فلاں چیز بلا اجازت اٹھا لی ہے۔ لیکن اگر یہ کہا جائے۔ کہ وُہ چور ہے۔ تو اس بات میں تلخی ضرور پیدا ہو جائے گی۔ اس لئے ایسی بات کو بھی نرم الفاظ میں ادا کرنا چاہئیے۔

میں [illegible] کہ مخالفوں کی طرف سے ہمیشہ سختی کی جاتی ہے اس لئے بعض دوست جواب میں سختی سے کام لیتے ہیں۔ مگر مجھے

یہ طریق سخت ناپسند

ہے۔ میں نے کئی دفعہ بتایا ہے کہ شدید سے شدید دُشمن کے متعلق بھی سخت کلامی مجھے پسند نہیں۔ میرے نزدیک مولوی ثناء اللہ صاحب ہمارے اشد ترین دُشمن ہیں۔ مگر میں نے کئی بار دل میں غور کیا ہے۔ ان کے متعلق بھی اپنے دل میں کبھی بغض نہیں پایا۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ اگر کسی دشمن کے متعلق دل میں بغض رکھا جائے۔ تو اس سے اسلام کو کیا فائدہ پہونچ سکتا ہے۔ سوائے اس کے کہ میرا دل کالا ہو۔ ہر شخص کا معاملہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہے۔ اگر کسی کو سزا دینی ہے تو اس نے۔ اور اگر کسی کو بخشنا ہے تو اس نے۔ میں کیوں اپنے دل میں بغض رکھ کر اسے سیاہ کروں:۔

پس دل میں بغض اور کینہ رکھ کر کام نہ کرو۔ بلکہ محبت و اخلاص رکھ کر کرو۔

جوش اور اخلاص

کے ساتھ ضروری نہیں۔ کہ کینہ شامل ہو۔ خدا تعالےٰ سے زیادہ صداقت کے لئے کس کو جوش ہو سکتا ہے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے زیادہ جوش کسے ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ کسے ہو سکتا ہے۔ مگر دیکھ لو۔ انہوں نے سختی سے کام نہیں لیا۔ وُہ سوائے اس کے کہ جہاں مجبور ہیں۔ کہ صداقت کو بیان کریں۔ کبھی سختی سے کام نہیں لیتے بعض لوگ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حوالہ

دے دیتے ہیں۔ کہ آپ نے فلاں جگہ یہ لفظ استعمال کیا ہے۔ مگر یہ نہیں سوچتے کہ آپ کی ایک پوزیشن مجسٹریٹ کی ہے مجسٹریٹ کو مجبوراً اپنے فیصلہ میں بعض الفاظ استعمال کرنے پڑتے ہیں۔ مثلاً جب اس کے سامنے کسی چور کا مقدمہ پیش ہو۔ تو اسے سزا دیتے وقت اسے لکھنا پڑتا ہے۔ کہ تم نے چوری کی ہے۔ اس لئے میں تمہیں چھ ماہ قید کی سزا دیتا ہُوں۔ وُہ یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ چونکہ تم نے دو رکعت نماز ادا کی ہے۔ اس لئے چھ ماہ قید کی سزا دیتا ہوں اسے مجبوراً چور کا لفظ استعمال کرنا پڑتا ہے۔ اگر وُہ مجسٹریٹ نہ ہوتا تو ممکن ہے۔ وُہ چور کا لفظ استعمال نہ کرتا۔ مگر چونکہ سرکاری قانون چوری کی سزا مقرر کرتا ہے۔ اس لئے اسے یہ لفظ استعمال کرنا پڑتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے حکم تھے۔ اس لئے بعض دفعہ آپ نے بعض موقعوں پر بعض لوگوں کی حقیقت بیان کرنے کے لئے مجبوراً بعض الفاظ استعمال کئے ہیں۔ مگر وہ

مجسٹریٹ کی حیثیت سے

کئے ہیں۔ اور چونکہ ہماری یہ پوزیشن نہیں۔ اس لئے ہمیں ایسے الفاظ استعمال نہیں کرنے چاہئیں۔ ہمارے لئے ان الفاظ کا استعمال اسوہ نہیں ہے ہمارے لئے اسوہ آپ کا ذاتی معاملہ ہے۔ آپ نے ذاتی حیثیت سے جو جواب دیئے ہیں۔ وُہ ایسے نرم ہیں کہ پڑھنے والے کے دل پر اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتے:۔

اسی طرح

قرآن مجید کے بعض الفاظ

کو سخت کلامی کی تائید میں پیش کرنا درست نہیں۔ کیونکہ وُہ بھی حقیقت کے بیان کے طور پر ہیں۔ اور پھر بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ بعض الفاظ دوسرے کلام سے مل کر نرم ہوتے ہیں۔ اور اگر دوسرے کلام سے علیحدہ کر کے دیکھا جائے۔ تو سخت معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے یہودیوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم ابراہیم کے فرزند نہیں ہو۔ بلکہ تمہارا باپ ابلیس ہے۔ اب یہ سخت لفظ ہے۔ لیکن اس کے

استعمال کی وجہ

یہ تھی۔ کہ آپ کے متعلق یہود نے بعض ایسے الفاظ استعمال کئے تھے۔ کہ یہ خدا تعالےٰ کے مقبول بندے نہیں۔ اور کہا تھا۔ کہ تو سامری ہے اور اور تجھ میں بد رُوح ہے۔ آپ نے ان کو جواب دینا تھا۔ اور بتانا تھا۔ کہ میں جو تعلیم لایا ہوں یہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے شیطان کی طرف سے نہیں۔ آپ نے ان کے جواب میں اس مثال کو دوہرانا تھا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔ کہ

"اگر خدا تمہارا باپ ہوتا۔ تو تم مجھ سے محبت رکھتے۔ اس لئے کہ میں خدا سے نکلا۔ اور آیا ہوں۔ کیونکہ میں آپ سے نہیں آیا۔ بلکہ اسی نے مجھے بھیجا۔ تم میری باتیں کیوں نہیں سمجھتے اس لئے کہ میرا کلام سُن نہیں سکتے۔ تم اپنے باپ ابلیس سے ہو۔ اور اپنے باپ کی خواہشوں کو پورا کرنا چاہتے ہو" (یوحنا باب ۸۔ آیت ۴۲ تا ۵۱)

اب اگر اس سارے واقعہ کو علیحدہ کر کے صرف اسی کو لے لیا جائے۔ کہ تم اپنے باپ ابلیس سے ہو۔ تو یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے گالی دی ہے۔ لیکن حقیقت یہ نہیں۔ تو بعض دفعہ کوئی لفظ اگر الگ کر کے دیکھا جائے۔ تو وُہ سخت معلوم ہوتا ہے۔ مگر اپنی جگہ پر وُہ سخت نہیں ہوتا۔

پس دوستوں کو چاہئے کہ

ہمیشہ نرم الفاظ استعمال

کیا کریں۔ بے شک ان کی سخت کلامی کو دیکھ کر طبیعت میں غصہ آجاتا ہے۔ مگر اس غصہ کے نکالنے کی میں ایک اور ترکیب بتا دیتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ بجائے ان کو گالیاں دینے کے ان کی دی ہوئی گالیوں کو جمع کر دیا جائے۔ اور پھر ان کو شائع کر دیا جائے یہ بہت مؤثر طریق ہے۔ یہ لوگ ہمیشہ سخت کلامی کرتے ہیں۔ اور پھر یہ بھی کہتے رہتے ہیں۔ کہ مبایعین سختی کرتے ہیں۔ اس لئے جس دوست کے دل میں ان کی سخت کلامی کی وجہ سے غصہ پیدا ہو۔ وہ بجائے جواب میں سختی کرنے کے

ان کی گالیوں کو جمع کر دے

ان کے مضامین اور کتابوں میں کافی گالیاں ہمیں دی گئی ہیں۔ ایک دفعہ میں ڈلہوزی میں تھا۔ کہ مولوی غلام حسن خان صاحب پشاوری۔ دلاور خانصاحب جو صوبہ سرحد میں اسسٹنٹ کمشنر ہیں۔ اور سید عبدالجبار شاہ صاحب جو پہلے سوات کے بادشاہ تھے۔ مگر اب معزول ہیں۔ تینوں ... سے کوئی دو وہاں میرے پاس پہونچے۔ یہ تینوں اس زمانہ میں پیغامی تھے۔ اور اب ان میں سے دو تو بیعت کر چکے ہیں۔ اور تیسرے یعنی عبدالجبار شاہ صاحب کسی کی طرف بھی نہیں۔ گو پیغامی ان کو اپنی طرف ظاہر کرتے ہیں۔ بہرحال وہ ہماری جماعت میں شامل نہیں ہیں۔ یہ لوگ میرے پاس آئے۔ اور بیان کیا کہ ہم چاہتے ہیں۔ کہ صلح ہو جائے۔ میں نے کہا صلح سے بہتر کیا چیز ہے مجھے منظور ہے۔ آپ صلح کی تجاویز پیش کریں۔ انہوں نے غور وفکر کے بعد کہا۔ کہ فی الحال اور صلح تو ممکن نہیں۔ یہ ممکن ہے کہ ایک دوسرے کو بُرا بھلا نہ کہا جائے۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ یہ لوگ مولوی محمد علی صاحب کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے۔ مولوی صاحب بھی ڈلہوزی میں ہی تھے۔ آخر فیصلہ ہوا۔ کہ ایک دوسرے کو

بُرا بھلا نہ کہنے کے متعلق سمجھوتہ

ہو جائے۔ چنانچہ سمجھوتہ ہوا۔ اور لکھا گیا۔

اس کے بعد میں نے مولوی محمد علی صاحب کی دعوت کی۔ اور مولوی صاحب نے میری کی۔ اور فیصلہ ہو گیا۔ کہ اخبارات کو روک دیا جائے۔ کہ ایک دوسرے کو برا بھلا نہ کہیں۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد پیغام صلح میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا ایک مضمون نکلا۔ جو بہت سخت تھا۔ اس پر میں نے ان صلح کرانے والوں کو توجہ دلائی۔ اور مجھے سید عبدالجبار صاحب کا خط آیا۔ کہ میں نے مولوی غلام حسن خان صاحب سے بات چیت کی ہے۔ اور ہم دونوں کی یہی رائے ہے کہ

پیغام صلح نے زیادتی کی

ہے۔ اور معاہدہ کو توڑا ہے۔ دلاور خان صاحب تو جلد ہی بعد میں بیعت میں شامل ہو گئے۔ اور مولوی غلام حسن خانصاحب نے اب بیعت کر لی ہے۔ سید عبدالجبار شاہ صاحب نے دو کشتیوں میں پیر رکھے ہیں۔ یہ میری رائے ظاہری لحاظ سے ہے۔ دل کا حال اللہ تعالےٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اسی ضمن میں مجھے ایک لطیفہ بھی یاد آگیا۔ دلاور خان صاحب سر عبدالقیوم صاحب کے جو صوبہ سرحد میں پہلے وزیر اعظم تھے۔ اب فوت ہو چکے ہیں داماد ہیں۔ دراصل وہ ان کی بہن کے داماد ہیں۔ مگر چونکہ بہن کی اولاد کو سر موصوف نے ہی اپنے طور پر پالا تھا۔ اس لئے سر موصوف دلاور خانصاحب کو اپنی اولاد ہی کی طرح چاہتے تھے وہ وائسرائے کی کونسل کے ممبر تھے اور اس سلسلہ میں شملہ آئے ہوئے تھے کہ میری ان سے ملاقات ہوئی۔ ان کے ایک بھاوز اد بھائی بھی احمدی ہیں۔ بھائی سے تو ان کو کچھ رقابت تھی۔ مگر خانصاحب سے محبت تھی۔ میں ابھی دیکھنے گیا تو وہ وہاں مجھے ملے۔ اور کہنے لگے۔ کہ میرا بھائی آپ کا غالی مرید ہے۔ بات کرتے وقت اتنا جوش میں آجاتا ہے۔ کہ اسے سمجھ نہیں رہتی دلیل کیا ہوتی ہے۔ دلاور خان سے اس کی بحث ہوئی۔ دلاور خان تو ٹھنڈی باتیں کرتے رہے۔ مگر اسے طیش آگیا۔ دراصل اپنے بھائی کے متعلق ان کا جو

خیال پہلے سے تھا۔ اس رائے میں بھی وہ غالب تھا۔ اس وقت اسمبلی کے بعض اور ممبر بھی کھڑے تھے۔ اور وہ اس رنگ میں بات کر رہے تھے کہ گویا آپ کے مرید کو شکست ہوئی۔ مگر مجھے خدا تعالےٰ نے شرمندگی سے بچاتا تھا۔ میرے پاس ایک ہی دن پہلے

دلاور خان صاحب کا بیعت کا خط

آچکا تھا۔ میں نے کہا سر عبدالقیوم صاحب بے شک آپ کے خیال میں ہمارے آدمی کو شکست ہوئی۔ مگر دیکھنا تو نتائج کو چاہیئے۔ دلاور خان صاحب کا بیعت کا خط کل مجھے مل چکا ہے یہ بات سنکر وہ کہنے لگے۔ کہ اچھا اب اسمبلی کا اجلاس شروع ہونے والا ہے۔ میں پھر آپ سے بات کرونگا تو

فتح کے سامان

ہمیشہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے آتے ہیں۔ ڈلہوزی میں جو صلح ہوئی تھی۔ میں نے اس کی پابندی کی۔ اور نرمی سے کام لیا۔ مگر پیغامیوں نے اس کی پروا نہ کرتے ہوئے پھر سخت کلامی شروع کر دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ صلح کرانے والوں میں سے دو آدمی اس وقت تک بیعت میں شامل ہو چکے ہیں۔ سید عبدالجبار صاحب پر بھی حجت تو پوری ہو چکی ہے مگر ابھی تک انہوں نے بیعت نہیں کی ان کو اپنی بہن پر بڑا اعتقاد ہے۔ اور ان کی بہن کو اپنی خوابوں پر بڑا اعتقاد ہے اور ان کا خیال ہے۔ کہ ان کے پاس جن آتے ہیں۔ اور باتیں وغیرہ کرتے ہیں۔ اور وہ کہتی ہیں۔ کہ جو جن آتے ہیں وہ میری ہی بیعت کرتے ہیں۔ اور سید صاحب ہنسکر کہا کرتے ہیں۔ کہ جن تو آپ کی بیعت ہی کرتے ہیں۔ وہ جن ہیں یا فرشتے جو بھی ہیں بہرحال ان کا میری بیعت کرنا

ان کے لئے حجت

ہے۔ مگر انہوں نے ابھی تک بیعت نہیں کی۔

پس ہمیشہ نرمی سے کام لو۔ اور محبت دکھاؤ۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ یہ دیو دعاؤں اور روزوں سے نکلا کرتے ہیں۔ دیو سے مراد تعصب ہے۔ اور روزہ بھی دراصل دُعا کا ہی حصہ ہے۔ کیونکہ روزہ سے دُعا میں طاقت پیدا ہوتی ہے۔ اور روزہ دعا کو زبردست کر دیتا ہے۔ قرآن کریم نے بھی بتایا ہے کہ روزہ کے ایام میں جو دعائیں کی جائیں وہ قبول ہوتی ہیں؛ پس میں

دوستوں کو نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ اس کام کو اختیار کرتے وقت تقوےٰ اور خشیت الٰہی سے کام لیں۔ فتح وہی ہے جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے آئے۔ اور جس میں اللہ تعالےٰ کی خوشنودی ہو جس فتح میں اللہ تعالےٰ کی خوشنودی نہ ہو اس سے شکست بہتر ہے۔ جو اس کی رضا کے ماتحت ہو۔ حضرت خلیفہ اولؓ مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کا جو امرتسر کے غزنوی خاندان کے مورث تھے۔

ایک واقعہ

سنایا کرتے تھے وہ اہلحدیث تھے۔ جنکے ہاں کے بھی ایک بڑے مولوی امرتسر میں تھے لوگ ان کو مولوی عبداللہ صاحب کے پاس بحث کے لئے لے گئے۔ اور جا کر کہا کہ یہ آپ سے سوال کرینگے۔ آپ جواب دیں

مولوی عبد اللہ صاحب نے کہا کہ

اگر نیت بخیر باشد

حنفی مولوی بھی نیک آدمی تھے۔ مولویانہ رنگ میں لوگوں کے ساتھ چلے گئے تھے۔ یہ فقرہ سنکر اُن پر اتنا اثر ہوا۔ کہ کہنے لگے۔ میں ان سے بحث نہیں کرتا۔ بحث نیت خیر کہاں رہنے دیتی ہے۔ تو ان کے اس نیک نیتی کے فقرہ کا ایسا اثر ہُوا۔ کہ دوسرے نے بحث سے ہی انکار کر دیا۔

پس آپ لوگ بھی تقوٰے سے کام لیں۔ اور کوشش کریں۔ کہ جو فتح حاصل ہو۔ وُہ ہماری نہ ہو۔ بلکہ اللہ تعالےٰ اسے اپنی فتح قرار دے۔ ایسی فتح جسے خدا تعالےٰ نے پھینک دے۔ اور کہے۔ کہ یہ میری فتح نہیں۔ بلکہ شیطان کی ہے کسی کام کی نہیں۔ پس ایسے ذرائع استعمال کرو۔ کہ ان کے نتیجہ میں جو فتح ہو۔ وُہ خدا تعالےٰ کی ہو۔ اور اس کی خوشنودی کا موجب ہو۔ اگر کبھی سختی بھی کرنی پڑے۔ اور کوئی ایسا مسئلہ درپیش ہو۔ کہ اس میں حقیقت کا اظہار مخالف کو ناگوار ہونا لازمی ہو۔ تو بھی الفاظ ایسے استعمال کرو۔ جو کم سے کم بُرے لگیں۔

بعض مسائل ایسے ہیں۔ کہ میں نے دیکھا ہے۔ میں نے بھی جب کبھی ان کو بیان کیا۔ پیغامیوں نے شور مچایا ہے۔ کہ ہمیں گالیاں دی گئی ہیں۔ ایک بات وہی ہے جو میں نے گزشتہ خطبہ میں بیان کی تھی۔ کہ مولوی محمد علی صاحب

صدر انجمن سے تنخواہ لے کر قرآن کریم کا ترجمہ

کرتے رہے۔ انجمن کے خرچ پر پہاڑ پر جاتے رہے۔ مگر یہاں سے جاتے ہوئے اس ترجمہ کو ساتھ لے گئے۔ اور اب اس کی فروخت پر حق ملکیت بھی لے رہے ہیں۔ بلکہ میں نے سُنا ہے۔ کہ اپنے بعد اس حق کی وصیت اپنی بیوی بچوں کے نام کر دی ہے۔ یہ ایسی بات ہے کہ اسے کتنے ہی نرم الفاظ میں بیان کیا جائے۔ بہر حال ان کو بُری لگے گی۔ مگر ہمیں کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ زیادہ سے زیادہ نرم الفاظ میں اسے بیان کریں۔ ابھی

ایک غیر مبایع دوست

کی طرف سے مجھے شکایت آئی ہے۔ کہ مولوی ابو العطاء صاحب نے ہم پر بہت سختی کی ہے۔ ابھی مجھے یہ تو پتہ نہیں لگا۔ کہ کیا سختی کی ہے انہوں نے تین چار باتیں لکھی ہیں۔ جو مولوی صاحب نے ان سے کہیں۔ اور میں نے دریافت کرایا ہے۔ کہ ان میں سے کونسی بات کرنے میں مولوی صاحب نے سختی سے کام لیا۔ مگر جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ بعض باتیں ہی ایسی ہیں۔ کہ ان کو بیان کیا جائے۔ تو سختی معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً یہی کہ یہ لوگ کہتے ہیں۔ غیر احمدیوں کو لڑکیاں دینی جائز ہیں۔ اس پر اگر سوال کیا جائے۔ کہ آپ میں سے کس کس نے لڑکیاں غیر احمدیوں کو دی ہیں۔ تو یہ ان کو بُری لگتی ہے مگر ہم یہ اس لئے کہتے ہیں۔ کہ ان کا نہ دینا اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ وُہ

عقیدۃً ہم سے متفق

ہیں۔ صرف مصلحتاً یہ بات کہتے ہیں۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ اگر وُہ دل میں بھی اس کو جائز سمجھتے ہیں۔ تو اس پر عمل نہیں کرتے۔ جبکہ بات یہ ہے۔ کہ جیسے لڑکے احمدیوں میں ان کو مل سکتے ہیں۔ ویسے ہی بلکہ ان سے اچھے دنیوی لحاظ سے غیر احمدیوں میں بھی مل سکتے ہیں۔ اگر تو کسی امیر سے کہا جائے۔ کہ اپنی لڑکی کا رشتہ کسی فقیر کو دے دو۔ تو وُہ کہہ سکتا ہے۔ کہ میری لڑکی کو جیسی عادتیں ہیں۔ ان کے ہوتے ہُوئے کسی فقیر کے ہاں اس کا گزارہ نہیں ہو سکتا۔ یا کسی تعلیم یافتہ لڑکی کا گزارہ جاہل خاندان میں مشکل ہے۔ مگر یہ باتیں ایسی ہیں۔ کہ ان کے لحاظ سے احمدیوں اور غیر احمدیوں میں فرق نہیں۔ اگر ایک احمدی سیّد ہے۔ تو غیر احمدی بھی ہے۔ اگر ایک احمدی سید امیر ہے۔ تو غیر احمدی سید بھی امیر ہے۔ اگر ایک احمدی سیّد امیر تعلیم یافتہ ہے۔ تو غیر احمدی بھی سید امیر۔ اور تعلیم یافتہ مل سکتا ہے۔ اگر کوئی احمدی سید۔ امیر۔ تعلیم یافتہ اچھے اخلاق اور عمدہ آداب والا ہے۔ تو غیر احمدی بھی ایسا مل سکتا ہے۔ وہاں

کفو کا کوئی سوال

نہیں۔ جس پر اعتراض ہو سکے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ جب اچھے سے اچھا سید غیر احمدیوں میں بھی مل سکتا ہے تو جو لوگ ان کو لڑکی دینا جائز سمجھتے ہیں۔ وُہ دیتے کیوں نہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ ان کے دل یہی مانتے ہیں۔ کہ جائز نہیں۔ صرف غیر احمدیوں کو خوش کرنے اور ان سے چندے لینے کے لئے یہ کہتے ہیں۔ یہ بات ایسی ہے کہ اگر کہی جائے۔ تو وُہ ضرور چڑ جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہمیں گالیاں دی ہیں۔ حالانکہ جب یہ بات ان کے نزدیک جائز ہے۔ تو گالی کیسے ہو گئی اس غیر مبایع نے لکھا ہے۔ کہ مولوی ابو العطاء صاحب نے گالیاں دیں اور کہا۔ کہ تم غیر مبایعین یہ عقیدہ رکھتے ہو۔ کہ غیر مبایعین کو لڑکیاں دینی جائز ہیں۔ ممکن ہے۔ انہیں تم کا لفظ بُرا لگا ہو۔ یا پھر یہ بھی ممکن ہے۔ کہ وُہ یہ عقیدہ نہ رکھتے ہوں۔ اس لئے یہ بات بُری لگی ہو۔ اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ مولوی صاحب نے کہا ہو۔ تم دیتے کیوں نہیں۔ اور یہ بات بُری لگی ہو۔ بہر حال میں نے دریافت کرایا ہے۔ کہ مولوی صاحب نے کونسی گالی دی

بہر حال

بعض باتیں

ایسی ہیں۔ کہ جو بیان کی جائیں۔ تو ان کو بُری لگتی ہیں۔ اور ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ جب وُہ اس قسم کے ازدواج کو جائز سمجھتے ہیں۔ تو پھر لڑکیاں دیتے کیوں نہیں۔ جبکہ غیر احمدیوں میں بھی قوم۔ تعلیم۔ اور اخلاق کے لحاظ سے ایسے لڑکے مل سکتے ہیں۔ جیسے احمدیوں میں۔ اور ان کا ایسا نہ کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ یا تو وُہ دل میں اسے جائز نہیں سمجھتے۔ اور یا ان کے دماغ تو اس کو جائز سمجھتے ہیں مگر دل ڈرتے ہیں۔ کہ یہ

اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کا موجب

ہوگا۔ اور یہ ایسی بات ہے۔ کہ جب بھی کی جائے۔ ان کو بُری لگے گی۔ مگر مسئلہ کو سمجھانے کے لئے ہم بھی کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ تاہم میں یہ نصیحت کرتا ہُوں۔ کہ اگر کوئی ایسی بات کرنی بھی پڑے۔ تو نرم الفاظ میں کی جائے پس میں جہاں یہ ہدایت کرتا ہُوں۔ کہ غیر مبایعین کا مقابلہ پورے زور سے کیا جائے۔ وہاں یہ بھی نصیحت کرتا ہُوں کہ ایسا طریق اختیار کیا جائے۔ جو اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کا موجب ہو اور اسے ناراض کرنے والا نہ ہو۔ اور یہ بات کہکر میں خدا تعالےٰ کے حضور سبکدوش ہوتا ہُوں۔ یہی طریق ہے۔ جس میں دین کی فتح ہو سکتی ہے اور جس میں

خدا تعالےٰ کی خوشنودی

حاصل ہو سکتی ہے۔ ورنہ جس فتح میں خدا تعالےٰ کی خوشنودی نہ ہو۔ اس کی طرف تو مومن کو نگاہ اٹھا کر بھی کبھی نہ دیکھنا چاہیئے۔

شیخ مصری صاحب امیر غیر مبایعین کے نقش قدم پر

مصری صاحب اور غیر مبایعین کے سامنے چند اہم سوالات

غیر مبایعین کے اخبار "ینگ اسلام" نے "حضرت شیخ عبد الرحمن صاحب مصری حضرت امیر قوم ایدہ اللہ کے نقش قدم پر" کے عنوان کے ماتحت لکھا ہے۔

"جماعت احمدیہ کا ہر وہ فرد جو مطلق العنانی کے اصول کے خلاف ہے۔ وہ درحقیقت جماعت احمدیہ لاہور کے بنیادی اصولوں سے متحد و متفق اور قادیانی نظام کے خلاف ہے۔ ایسا ہی ہر وہ شخص جو مطلق العنانی کو تسلیم کرتا۔ اور ضمیر کی آزادی کو کچلا جانا روا رکھتا ہے۔ وہ حقیقتاً قادیانی نظام کا پیروکار اور جماعت احمدیہ لاہور کا مخالف ہے۔ ہماری رائے میں باقی کل تنازعے اس بنیادی مسئلہ کی فرع ہیں"

(۵ اپریل ۱۹۴۰ء)

جماعت احمدیہ قادیان کے نظام حکومت کو جو اسلام کے صحیح اصول پر قائم ہے "مطلق العنانی" سے تعبیر کرنا "ظلم در کف دشمن" کی کھلی مثال ہے۔ ہمیں اس وقت اس سے سروکار نہیں۔ بہر حال ایڈیٹر صاحب "ینگ اسلام" نے تمام احمدی کہلانے والوں کو دو قسموں میں منقسم کر دیا ہے۔

(۱) قادیانی احمدی

(۲) لاہوری احمدی

اب سوال یہ ہے کہ کیا شیخ عبد الرحمن صاحب مصری قادیانیوں میں شامل ہیں۔ یا لاہوریوں میں ہیں؟ ان پر قادیانی احمدی والی تعریف صادق آتی ہے یا لاہوری احمدی والی؟ اگر ہر دو تعریفات میں سے کوئی بھی صادق نہیں آتی۔ تو "ینگ اسلام" کو یہ اعلان کرنا چاہیئے۔ کہ وہ شیخ صاحب کو احمدی نہیں سمجھتا۔ اگر قادیانی احمدی والی مندرجہ بالا تعریف ان پر صادق آتی ہے۔ تو "ینگ اسلام" انہیں اپنے "امیر قوم" کے نقش قدم پر کیونکر قرار دیتا ہے۔ کیا وہ دراصل مولوی محمد علی صاحب کو بھی "قادیانی" سمجھتا ہے؟

ہاں اگر اس وقت شیخ صاحب پر "لاہوری احمدی" غیر مبایع والی تعریف صادق آتی ہے۔ اور اسی لئے "ینگ اسلام" نے انہیں اپنے امیر کے نقش قدم پر قرار دیا ہے۔ تو شیخ صاحب کی تبدیلی عقیدہ یقینی ہے۔ کیونکہ مولوی محمد علی صاحب اس وقت جو کچھ بھی ہیں۔ وہ شیخ صاحب کے نزدیک بھی تبدیلی عقیدہ کے نتیجہ میں ہیں۔ شیخ صاحب اس امر کا بارہا اعلان کرتے رہے ہیں۔

اب یہ امر کہ شیخ صاحب کے عقائد بدل چکے ہیں۔ اور اس بارے میں وہ امیر غیر مبایعین کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ اس کا اعلان خود تحریری طور پر شیخ صاحب کو کرنا چاہیئے۔ ہاں اگر کسی مصلحت سے وہ ایسا نہیں کرنا چاہتے تو ایڈیٹر صاحب "ینگ اسلام" ہی بتا دیں کہ شیخ صاحب نے ان کو بتا دیا ہے کہ وہ اندر سے امیر غیر مبایعین کے نقش قدم پر ہیں۔ اور انہوں نے بھی وہی تبدیلی کر لی ہے۔ جو جناب مولوی محمد علی صاحب نے کی تھی۔ میرے نزدیک اگر ان ہر دو صاحبان کی طرف سے آئندہ خاموشی بھی رہے۔ تب بھی دانشمندوں کے لئے اس بات کا سمجھنا بالکل آسان ہے۔ کہ مصری صاحب درحقیقت غیر مبایعین میں شامل ہو چکے ہیں۔

ایڈیٹر صاحب "ینگ اسلام" نے غیر مبایع کی تعریف میں لکھا ہے۔ کہ وہ "جماعت احمدیہ لاہور کے بنیادی اصولوں سے متحد و متفق اور قادیانی نظام کے خلاف ہے"۔ اور پھر "بنیادی مسئلہ" صرف "قادیانی نظام" کو قرار دے کر بتایا ہے کہ جو شخص جماعت احمدیہ قادیان کے نظام کے خلاف بغاوت کرتا ہے۔ اس کی مخالفت پر کمربستہ ہو جاتا ہے۔ وہ غیر مبایع ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ غیر مبایعین کا "بنیادی مسئلہ" صرف خلافت ثانیہ یا سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ الودود سے دشمنی ہے۔

مصری صاحب کو بھی غیر مبایعین کے اس مسئلہ بنیادی سے قولاً و عملاً اتفاق ہے۔ اس لئے وہ بھی غیر مبایعین میں شامل ہیں۔ جیسا کہ لاہوری پارٹی کے نزدیک تمام وہ لوگ بھی غیر مبایع ہیں جنہوں نے گزشتہ چھبیس برس میں کسی رنگ میں خلافت ثانیہ کے خلاف سر اٹھایا۔ اس ذہنیت کی موجودگی میں کیا اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کسی مزید ثبوت کی ضرورت ہے۔ کہ خلافت ثانیہ کے خلاف اٹھنے والی ہر مخالفت کو غیر مبایعین ہوا دیتے رہے ہیں۔ اور اسی بناء پر مصری صاحب بھی ان کی گود میں جا بیٹھے ہیں۔

غیر مبایعین نے "قادیانی نظام" کو توڑنے کے لئے عقائد کی آڑ لی تھی۔ تکفیر اور نبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسائل کے ذریعہ اس نظام کو درہم برہم کرنا چاہا اور ناکام رہے۔ مصری صاحب نے "قادیانی نظام" کو (خاکش بدہن) برباد کرنے کے لئے اعمال کی آڑ لی۔ اور اپنے بہتانات اور "الزامات" کے ذریعہ اس نظام کو تہ و بالا کرنے کا عزم کیا۔ اور نامراد رہے۔ بہر حال "ینگ اسلام" نے غیر مبایع کی جو تعریف کی ہے۔ یعنی یہ کہ غیر مبایع وہ ہے۔ جو "قادیانی نظام" کے خلاف ہو۔ اس کے لحاظ سے مصری صاحب سولہ آنے غیر مبایع ہیں۔ اور امیر غیر مبایعین کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔

"ینگ اسلام" نے مصری صاحب کو "قادیانی نظام" یعنی خلافت کے خلاف قرار دیا ہے۔ ممکن ہے مصری صاحب کہیں۔ کہ میں تو جماعت احمدیہ قادیان سے علیحدہ ہونے کے پہلے دن سے کہہ رہا ہوں۔ کہ میں "قادیانی نظام" کے خلاف ہوں۔ میں نے اپنے اس نظریہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ اس لئے تم نے مجھے امیر غیر مبایعین کے نقش قدم پر قرار دیتے ہوئے تبدیلیٔ عقیدہ کا جو الزام لگایا ہے وہ درست نہیں۔ اس لئے میں ذیل میں خود شیخ صاحب کے الفاظ انہیں یاد دلاتا ہوں۔ وہ ۱۹۳۷ء میں اپنے اشتہار "جماعت کو خطاب" میں لکھ چکے ہیں۔

"میں ہرگز اس بات کو نہیں چاہتا۔ کہ اس سلسلہ کے موجودہ نظام کو توڑ دیا جائے"

پھر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو مخاطب

کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"اگر آپ اس توبہ پر راضی ہوں تو میں آپ کا خادم ہوں۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ رہوں گا"

ان الفاظ سے قطعی طور پر ظاہر ہے۔ کہ شیخ مصری صاحب ۱۹۳۷ء میں "قادیانی نظام" کے مخالف ہونے کا دعویٰ نہ کرتے تھے۔ نہ ہی وہ خلافت کے منکر ہونے کے دعویدار تھے۔ بلکہ وہ لکھا کرتے تھے۔ کہ "میں خلافت کا قائل ہوں"۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کی خلافت سے علیحدہ ہونے کا سبب بایں الفاظ ذکر کیا کرتے تھے:-

"آپ کی بیعت کا جوا اپنی گردن سے اتارنے کی یہ بھی وجہ ہے۔ کہ میں آزاد ہو کر جماعت کو دوسرے خلیفہ کے انتخاب کی طرف جلد توجہ دلا سکوں" (اشتہار رنگوں اب ینگ اسلام) کے الفاظ سے کھل گیا۔ کہ مصری صاحب در اصل ابتداء سے ہی "قادیانی نظام" کے مخالف تھے۔ مگر وہ جماعت کو دھوکہ دینے کے لئے کہا کرتے تھے کہ میں "سلسلہ کے موجودہ نظام" کو توڑنا نہیں چاہتا۔ تا جماعت کے لوگ فوراً بدک نہ جائیں۔ لیکن اگر مصری صاحب اپنے ۱۹۳۷ء کے بیانات میں سنجیدہ تھے تو یقیناً انہوں نے اب تبدیلیٔ عقیدہ کر لی ہے۔ اور جناب مولوی محمد علی صاحب کے نقش پر چل پڑے ہیں۔

اب بات بالکل واضح ہے۔ اگر مصری صاحب نے اپنے عقیدہ اور عمل میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ اور وہ "قادیانی نظام" کے مخالف نہیں تو انہیں "ینگ اسلام" کی مکمل تردید کرنی چاہیئے۔ اور اگر آج وہ "قادیانی نظام" کے مخالف ہیں۔ اور اسی لئے غیر مبایعین انہیں سر آنکھوں پر بٹھا رہے ہیں۔ تو پھر یا ۱۹۳۷ء کی تحریرات میں بیان شدہ عقیدہ کو انہوں نے تبدیل کر لیا ہے۔ یا انہوں نے اس وقت جماعت کو دھوکہ دینا چاہا۔ جس میں ناکامی کے باعث آج وہ بالکل نمایاں ہو گئے۔ ہر دو لحاظ کر دونوں صورتوں میں مصری صاحب کا غلطی پر ہونا اظہر من الشمس ہے۔ اور اگر یہ صورت ہے کہ وہ ہنوز آزاد ہو کر جماعت کو دوسرے خلیفہ کے انتخاب کی طرف جلد توجہ دلانے کا عزم رکھتے ہیں۔ اور نہیں چاہتے۔ کہ قادیان میں "سلسلہ کے موجودہ نظام" کو توڑ دیا جائے۔ تو پھر وہ غیر مبایعین کے "بنیادی مسئلہ" میں ان سے مختلف ہیں۔ اس صورت میں ہم غیر مبایعین سے دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ شیخ صاحب کو اپنے امیر کے نقشِ قدم پر کس طرح کہتے ہیں۔ جبکہ امیر صاحب سلسلہ احمدیہ میں خلافت کے ہی قائل نہیں۔ اور مصری صاحب دوسرے خلیفہ کے انتخاب کی طرف جلد توجہ دلانا چاہتے ہیں؟ نیز ان کا کیا حق ہے کہ اس "بنیادی مسئلہ" میں اختلاف کے باوجود مصری صاحب سے شیر و شکر ہوں۔ اگر مصری صاحب نے فی الواقعہ عقیدہ تبدیل نہیں کیا۔ تو نفسِ خلافت کے نظام کے ضروری ہونے کے بارے میں وہ ہمارے ہمنوا ہیں۔ پھر غیر مبایعین کا ان سے اور ہم سے علیحدہ علیحدہ سلوک کیوں ہے؟

بالآخر میں مصری صاحب سے یہ بھی دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ آپ نے جو وعدہ کیا تھا۔ کہ میں جماعت کو دوسرے خلیفہ کے انتخاب کی طرف جلد توجہ دلاؤں گا۔ آیا آپ نے وہ وعدہ پورا کیا؟ پھر اس توجہ دلانے کا نتیجہ کیا ہوا؟ کیا اس وعدہ کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ آپ منکرین خلافت کی ہاں میں ہاں ملانے لگ گئے ہیں اور ان کے امیر کے نقش قدم پر چل پڑے؟ جماعت احمدیہ کو نئے خلیفہ کے انتخاب کی طرف توجہ دلاتے دلاتے آپ خود ہی زمرۂ منکرین خلافت میں شامل ہو گئے۔ کیا یہ عداوتِ محمود کا عبرتناک انجام نہیں؟ آپ کو تو شدت سے "مومنانہ جرأت" کا دعویٰ تھا۔ ذرا غیر مبایعین کو ہی توجہ دلائیں۔ کہ خلیفہ کے ماننے کے بغیر مرکزی نظام قائم نہیں ہو سکتا۔ کیا آپ میں اب انکارِ خلافت ثانیہ کے بعد اتنی بھی جرأت ہے۔ کہ غیر مبایعین کے سامنے "کلمۂ حق" کہہ سکیں؟

خاکسار۔ ابو العطا جالندھری

مذاہب غیر کی جد و جہد

ہندوستان میں عیسائیت کی ترقی

ہندوستان میں عیسائی مشنریوں کی کارگذاری کا ذکر ایک گذشتہ پرچہ میں اختصاراً کیا جا چکا ہے۔ ہندوستان میں ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کے مطابق چالیس لاکھ عیسائی تھے۔ اور اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ اب یہ تعداد ایک کروڑ سے زیادہ ہے۔ اس وقت اس ملک میں ۱۸۷۹ پادری الوہیت مسیح کے پروپیگنڈا میں مصروف ہیں۔ اور ان کے مشنوں کی امداد کے لئے جو باقاعدہ رقوم وصول ہوتی ہیں۔ ان کے مجموعہ کا اندازہ ۱۸۵۳۰۷۶ روپیہ ہے۔ یہ ان عطایا کے علاوہ ہے۔ جو مختلف لوگ وقتاً فوقتاً بطور امداد دیتے رہتے ہیں۔ اور جو بعض اوقات کروڑوں تک ہوتے ہیں۔ آمد کے دوسرے ذرائع اس کے علاوہ ہیں۔ مختلف تجارتی فرموں۔ اور مستقل جائیدادوں سے بھی بہت کافی روپیہ وصول ہوتا ہے۔ تعلیمی اور طبی اداروں کا جو جال پادریوں نے سارے ملک میں پھیلایا ہوا ہے۔ وہ کسی سے مخفی نہیں۔ ان کے علاوہ مختلف مقامات پر ۳۴۱ یتیم خانے جاری ہیں۔ جو بہت اعلےٰ پیمانہ پر کام کرتے ہیں۔ اور جو اس ملک میں عیسائیوں کی تعداد میں اضافہ کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ ہندوستان کی قریباً سب چیدہ چیدہ زبانوں میں بائیبل کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ اس وقت تک بائیبل کے ۶۲۳ زبانوں میں تراجم شائع ہو چکے ہیں۔

یجر وید کے متعلق ایک عجیب انکشاف

آریہ اخبار "پرکاش" نے ہندو دھرم کے متعلق ایک عجیب انکشاف یہ کیا ہے۔ کہ ۱۷۶۱ء میں ایک عیسائی پادری نے جس کا نام رابرٹ ڈی نوبلی تک تھا۔ ایک دراوڑ پنڈت کو کچھ روپیہ دے کر اس سے سنسکرت میں ایک کتاب لکھوائی۔ اور اس کا نام "یجر وید" رکھا۔ چونکہ کروڑوں ہندوؤں میں سے ایک شخص بھی ویدوں کے متعلق کوئی واقفیت نہ رکھتا تھا۔ اس لئے اس کتاب کو ہی یجر وید تسلیم کر لیا گیا۔ فرانسیسی زبان میں اس کا ترجمہ ہوا۔ اور بڑی شان و شوکت سے پیرس کے کتب خانہ میں رکھا گیا۔ اور ۱۷۷۸ء میں اس کی بنا پر مختلف اخباروں میں مضامین بھی شائع ہوتے رہے لیکن سب سے پہلے مسٹر میکولر نے دنیا کو اس حقیقت سے آشنا کیا۔ کہ یہ کتاب جسے یجر وید بیان کیا جاتا ہے۔ حقیقتاً یجر وید نہیں۔

عیسائی بھیلوں میں شدھی کا کام

ایک گذشتہ پرچہ میں بالوضاحت بتایا گیا ہے۔ کہ بھیلوں میں عیسائی مشنریوں کی کامیابی نے ہندوؤں کو کس طرح بے چین کر رکھا ہے۔ اور وہ کس طرح ان کو اس یورش سے محفوظ کرنے کی مہم کے لئے تیاریاں کر رہے ہیں۔ اب معلوم ہوا ہے کہ دیانند سالویشن مشن ہوشیارپور کے کارکن سنٹرل انڈیا اور راجپوتانہ کے بھیلوں کے ہاں پہنچ کر کام شروع کر چکے ہیں۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں تین سو عیسائی بھیلوں کو ہندو دہرم میں واپس لانے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ پرکاش ۲۸ اپریل نے لکھا ہے۔ کہ آریہ پرچارکوں کو عیسائی پادریوں کی طرف سے قتل کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ اور کام میں طرح طرح کی رکاوٹیں پیدا کی جا رہی ہیں۔ مگر آریہ مشنری ان باتوں کی کوئی پروا نہیں کر رہے۔

اچھوت ادھار اور مسلمان

حال میں ایک مسلمان کے گاندھی جی سے ایک سوال اور ان کی طرف سے اس کے جواب کا اخبارات میں بہت چرچا ہے۔ کسی مسلمان نے پوچھا تھا۔ کہ اگر جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے۔ اچھوت ادہار کا منشا یہی ہے کہ اچھوتوں کو سوسائٹی میں مساوی درجہ مل سکے۔ تو یہ مقصد تو اچھوتوں کے مسلمان ہو جانے سے بھی حل ہو جاتا ہے۔ پھر مسلمانوں کو کیوں انہیں مسلمان بنانے کا حق نہیں دیا جاتا۔ اس کے جواب میں گاندھی جی نے لکھا ہے۔ کہ

"اچھوتوں کے اسلام یا کسی اور فرقہ میں شامل ہونے سے اچھوت پن کا خاتمہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اچھوت پن سے اعلیٰ ذات کے ہندوؤں نے مخلصی حاصل کرنی ہے۔ نچلی ذات کے ہندوؤں سے انصاف کر کے ہی"

گویا اچھوت ادہار کا حق صرف ہندوؤں کو محض اس وجہ سے ہے۔ کہ اچھوتوں سے نفرت کرنے والے وہی ہیں۔ کیسی عمدہ دلیل ہے۔ چونکہ ہندو ہی ہیں۔ جنہوں نے اس غریب مخلوق کو اس قدر ذلیل و رسوا کیا ہے۔ اس لئے کسی اور قوم کو یہ حق نہیں دیا جا سکتا۔ کہ ان کو اس پستی کے گڑھے سے نکالنے کے لئے کوشش کرے۔ جو لوگ کانگرسی دور حکومت میں ہندوستان میں مذہبی آزادی کے وجود کو شک و شبہ کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ دراصل ایسی باتیں ان کے خیالات کی تقویت کا موجب بنتی ہیں۔

سکھ دھرم کے لئے خطرہ

معاصر "شیر پنجاب" ۲۸ اپریل نے ہندوؤں کے مختلف فرقوں بلکہ مختلف صوبجات کے ہندوؤں میں شدید اختلافات کی کسی قدر تفصیل اور پھر سکھ دہرم میں یک جہتی اور یک رنگی کے بیان کے بعد لکھا ہے۔ کہ اب "ہندو ازم کے اثر سے خالصہ کی اخوت بھی کمزور ہو گئی ہے۔ ان میں ذات پات کے امتیازات روز بگڑتے جا رہے ہیں۔ باہمی محبت ان امتیازات کی وجہ سے کم ہو رہی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ سب لوگ اپنی پہلی ذات برادریوں میں جا گھسیں گے۔ اور گورو گوبند سنگھ صاحب کا خالصہ پنتھ جسے وہ سارے جگت پر چھا جاتے دیکھنے کے لئے اب تک بے تاب ہیں۔ خدانخواستہ ختم ہو جائے گا۔ ہندو کو گورو گوبند سنگھ صاحب نے ختم کیا تھا۔ اب موجودہ زمانہ کے ہندو ان کے پنتھ کو ختم کر کے بدلہ لیں گے۔ ہم نے عرصہ پیشتر لکھ دیا تھا۔ کہ وہ دن دور نہیں جب سکھ لیڈر سکھوں کو ہندوؤں میں جذب ہو جانے کا اپدیش دیں گے۔ کیونکہ وہ روپیہ اور طاقت حاصل کرنے کے لئے اسے کوئی پاپ نہیں سمجھتے ... ... اس قسم کے خیالات کی اشاعت نے سپرٹ کے لحاظ سے سکھوں کو بھی ہندو بنا دیا ہے۔ سکھوں میں بھی اب ذات پات کے امتیاز کے لازمی نتیجہ کے طور پر مفاد کی تفریق پیدا ہو گئی ہے"

تحریک جدید — پیغام عمل

(۶)

سابقہ قسط میں یہ عرض کیا گیا تھا۔ کہ تحریک جدید جماعت احمدیہ کے لئے پیغام عمل ہے۔ دنیا میں بہتیری قومیں موجود ہیں۔ ان کے سامنے بھی مقاصد ہیں۔ اگرچہ وہ مقاصد دنیوی مفاد تک ہی محدود ہیں۔ ان کے بھی لیڈر ہیں اگرچہ ان کا منتہائے مقصود فانی شوکت اور مٹ جانے والی عزت کے حصول تک ختم ہو جاتا ہے۔ مگر ہمیں خدا تعالےٰ نے وہ مقدس مطاع وہ محبوب رہنما عطا فرمایا ہے۔ جس نے ہمارے سامنے ایک "پیغام" ایک لائحہ عمل رکھ دیا ہے جس کی خوبیوں کا شمار آسان امر نہیں۔ اس کا ہر مطالبہ اپنے اندر نہایت ہی وسیع مفاد رکھتا ہے۔ اور اس کا ہر حصہ جماعت کے لئے ترقی کی بلند سے بلند تر منزل کے لئے زینہ کا کام دیتا ہے۔

(۷)

ترقی کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ قوم و ملت کا ہر فرد بیدار ہو۔ جب تک ساری قوم میں حرکتِ حیات جاری نہ ہو۔ اعلیٰ منازل کی طرف صحیح۔ منظم اور متحد قدم نہیں اٹھ سکتا۔ تحریک جدید کی ایک نہایت ہی شاندار خوبی یہ ہے۔ کہ یہ جماعت کے ہر متنفس کے سامنے ایک پروگرام پیش کرتی ہے۔ مثلاً جہاں بچوں کے لئے قادیان آکر تعلیم حاصل کرنے اور تعلیمی سکیم کو مرکز کے ماتحت کرنے کی تلقین ہے۔ وہاں نوجوانوں کو تعلیمی زندگی سے فراغت کے بعد اپنے آپ کو خدا اور اس کے رسول کی خاطر۔ احمدیت کی اشاعت کے لئے خلیفہ وقت کے حضور پیش کر دینے کا ارشاد ہے۔ پھر بوڑھوں سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ سرکاری ملازمت سے فارغ ہونے کے بعد خدمتِ دین کے لئے اپنی بقیہ زندگی پیش کریں۔ اگر ایک طرف طالب علموں اور اساتذہ وغیرہ کو موسمی رخصتوں کا ایک حصہ وقف کرنے کا ارشاد ہے تو دوسری طرف ملازمت پیشہ احباب کو رخصت اتفاقی اور زمینداروں کو سال میں سے کچھ دن تبلیغ سلسلہ کے لئے وقف کرنے کی تعلیم ہے۔ اگر مردوں سے یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ سادہ زندگی بسر کریں "سادہ کھانا کھائیں۔ سادہ کپڑے پہنیں" تو عورتوں کو یہ کہا گیا ہے کہ وہ گھروں میں ایسی فضاء پیدا کر دیں کہ اس ارشاد پر صحیح رنگ میں عمل ہو سکے۔ ان کو یہ سکھایا گیا ہے کہ وہ ہر ممکن کفایت کو مدنظر رکھیں نیا زیور اور نئے گوٹہ کناری کی خرید سے احتراز کریں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کی ایسے رنگ میں تربیت کریں کہ وہ اپنی زندگیوں کو خدا کی رضا کے حصول کی خاطر صرف کر سکیں۔ پھر جہاں صاحب استطاعت دوستوں سے مالی قربانی کا مطالبہ کر کے انہیں بدری صحابہ اور خدا تعالےٰ کی پانچ ہزاری فوج کے سپاہی بننے کا موقعہ دیا گیا ہے۔ تو وہاں بے کاروں کو بھی یہ تلقین کی گئی ہے کہ وہ چھوٹے سے چھوٹا کام بھی کر لیں اور اگر وطن میں کام نہ ملے تو تلاش معاش اور تبلیغ سلسلہ کے دہرے مفاد کی خاطر اپنے وطنوں سے باہر نکل جائیں۔ اور اگر کوئی بے بس احمدی ان

ان امور میں سے کسی کو بجا لانے سے قاصر ہوں تو تحریک جدید ان کے سامنے بھی ایک کام کو پیش کرتی ہے۔ کہ وہ ساری سکیم کی کامیابی کے لئے دعا کریں اور اپنی دعاؤں کے ذریعے سے خدا کے فضل اور اس کی نصرت کو قریب تر لے آئیں۔ الغرض یہ تحریک احمدی مرد عورت۔ بچے۔ نوجوان۔ بوڑھے زمیندار تاجر۔ ملازم پیشہ طالب علم۔ برسرکار۔ بیکار اور معذور سب کے لئے ہی حرکت بیداری اور عمل کا پیغام پیش کرتی ہے۔ یہ تحریک ساری جماعت کو منظم اور متحد ہو کر معروف عمل ہونے کی تلقین کرتی ہے۔ اور سب کو ایک ہو کر امام وقت کی پوری متابعت اور اطاعت سکھاتی ہے۔

۸

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا ایک نہایت ہی اہم مقصد دجالی قوتوں کا استیصال ہے۔ دجالی فتنہ آخری زمانہ کا سب سے بڑا سب سے خطرناک اور سب سے بھیانک فتنہ ہے۔ دجالی طاقتوں نے ساری دنیا کو اپنے شیطانی پنجوں میں دبوچا ہوا ہے۔ مغربی تہذیب کا دیو مہیب صفحۂ ارض پر مسلط ہے۔ احمدیت انشاء اللہ اپنی روحانی قوتوں کے ساتھ اسے پاش پاش کرے گی۔ مغربی تہذیب نے دنیا کو تکلف۔ بناوٹ اور جھوٹی وضعداری کا سبق دیا ہے۔ حتیٰ کہ معمولی سے معمولی کام کو کرنا بھی ناگوار خاطر خیال کیا جاتا ہے۔ تحریک جدید اس باطل تہذیب کے خلاف جہاد کرتی ہے۔ اور ہر احمدی کو اس کے خوفناک عواقب سے محفوظ و مصئون رکھنے کے لئے یہ تلقین کرتی ہے۔ کہ اپنے کام اپنے ہاتھ سے کرنے کی کوشش کی جائے اور کسی کام کو خلاف وقار نہ سمجھا جائے۔ خدام الاحمدیہ کا پروگرام بھی اسی بیش بہا ارشاد کا حامل ہے۔

۹

مغربی تہذیب نے دنیا کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے۔ اس کا اندازہ کرنا محال ہے۔ اس خطرناک اور گندے تمدن نے بھائیوں بھائیوں میں اختلاف اور تفرقہ کی وسیع خلیج حائل کر دی ہے۔ اس وقت دنیا کا ہر ملک امیر اور غریب کے غلط امتیاز کی گتھیوں کو سلجھانے کی فکر میں ہے۔ حکومتوں کے سوشل نظام۔ سرمایہ دار اور مزدور کے پیچیدہ مسائل کی وجہ سے شاخ نازک پر آشیانہ کی مثال ہو کر رہ گئے ہیں۔ گذشتہ ربع صدی میں بہت سی حکومتوں کی تبدیلیاں اسی ایک وجہ سے وقوع پذیر ہوئیں۔ روس میں پرانے نظام حکومت کی تباہی کے بعد بالشوزم کی آمد اٹلی میں فاشزم کا قیام۔ جرمنی میں نازی ازم کا رسوخ۔ اسپین کی تازہ خانہ جنگی انگلستان اور فرانس کی با اقتدار کیبنٹ کی تبدیلیاں یہ سب انقلابات بہت حد تک سرمایہ دار اور مزدور کی آمیزش سے ہی متعلق ہیں۔

۱۰

اسلام نے ساڑھے تیرہ سو سال قبل ہی اس خطرناک مرض کا علاج کر کے اخوت و مساوات کا بیج بویا تھا۔ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سب مسلمانوں کو بھائی بھائی بنا دیا گیا تھا۔ اور بڑائی اور بزرگی کے غلط دنیوی معیار کو مٹا کر اس کی بجائے۔ تقویٰ و طہارت اور ایمان و اعمال صالحہ کا مایہ الامتیاز قائم کیا گیا تھا۔ مگر مسلمان جب بگڑے تو مغربی تمدن نے ان کے اس امتیاز کو بھی مردہ کر دیا۔ احمدیت نے جہاں اس صحیح مایہ الامتیاز کا احیاء کیا ہے وہاں تحریک جدید کے ذریعے سے غریب و امیر کے درمیان تفریق و بعد کو بھی ہر ممکن رنگ میں کم کیا ہے۔ تحریک جدید ہر امیر و غریب کو خورد و نوش اور پوشش میں سادگی کا پیغام دیتی ہے۔ تحریک جدید ہر احمدی کو یہ بتاتی ہے۔ کہ جو کام ایک غریب کے لئے خلاف وقار نہیں وہ امیر کے لئے بھی باعث ننگ و عار نہیں تحریک جدید تمام احمدیوں کو اس طرح رہنے کی تعلیم دیتی ہے۔ جس طرح ایک خاندان کے افراد۔ پس یہ تحریک دجالی فتن کو بہترین طریق پر شکست دیتی اور اس کے مضر اثرات سے بچاتی ہے۔

خلافت جوبلی فنڈ

اللہ تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ خلافت جوبلی منانے جانے کے بعد بھی دوستوں کے دلوں میں یہ احساس ہے۔ کہ ان کے ذمہ جوبلی فنڈ کے وعدوں میں سے جو بقائے رہ گئے ہیں۔ ان کو ادا کیا جائے۔ اور کئی مقامات سے اطلاعات آ رہی ہیں۔ کہ بقایا کو ایک معین اور قلیل ترین مدت میں ادا کر دیا جائیگا۔ اس کے علاوہ یہ بات زیادہ خوشی کا موجب ہے۔ کہ کئی احباب کی طرف سے جوبلی فنڈ کے لئے مزید وعدے بڑے زور شور سے بھیجے جا رہے ہیں۔ چنانچہ یکم اپریل سے لیکر اب تک جو نئے وعدے نظارت ہذا میں موصول ہوئے ہیں۔ ان کی مقدار ۱۲۷۵۴/۰ روپیہ ہے۔ اور اسی عرصہ میں جو وصولی اس فنڈ میں ہوئی ہے۔ اس کی مقدار ۱۳۹۴/۰ روپیہ ہے۔ لیکن بایں ہمہ احباب جماعت کے ذمہ ایک معقول رقم ابھی تک قابل ادا ہے۔ جس کی مقدار پچاس ہزار کے قریب ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ احباب جلد سے جلد اس ذمہ واری سے سبکدوش ہو کر سرخروئی حاصل کریں گے۔

پس عہدیداران جماعت کو نیز افراد جماعت کو اس بات کی فکر کرنی چاہئے کہ اس سنہری کارنامے کو جو ہم نے خود بطیب خاطر اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ تکمیل تک پہنچائیں۔ بعض بڑی جماعتوں کے ذمہ بھی گرانقدر رقمیں واجب الادا ہیں۔ ان کو خاص طور پر توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ وہ اس ذمہ واری کے ادا کرنے کی طرف متوجہ ہوں۔ احباب یہ معلوم کر کے خوش ہوں گے۔ کہ اس وقت تک وعدوں کی رقم تین لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے۔ اور وصول شدہ رقم اڑھائی لاکھ سے زائد ہے۔

ناظر بیت المال قادیان

حصار میں جلسہ سیرت النبیؐ

سیرت کمیٹی حصار کی طرف سے بابو عبد الحمید صاحب سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ دہلی کو بلایا گیا تھا۔ جنہوں نے اتوار کی صبح اور شام لیکچر سیرت النبیؐ کے موضوع پر دیئے آپ نے قرآن کریم کی اس آیت نٓ والقلم وما یسطرون ما انت بنعمۃ ربک بمجنون وان لک لاجراً غیر ممنون وانک لعلیٰ خلق عظیم سے ثابت کیا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں آ کر کیا کام کیا۔ اور آپ کو جو اجر ملا اس کا فیض تا قیامت جاری رہے گا۔ کبھی منقطع ہونے والا نہیں۔ اور آپ کے اخلاق فاضلہ کیا تھے

اس تقریر کا سامعین پر گہرا اثر ہوا۔ اس تقریر سے لوگ اس قدر متاثر ہوئے کہ شام کی تقریر میں ان کو دوسرے لیکچراروں کی نسبت سب سے زیادہ وقت دیا گیا۔ ان کی تقریر کے دوران میں تمام مجمع پر سناٹا چھایا ہوا تھا۔ یہ جلسہ سیرت النبیؐ غیر احمدی صاحبان نے کیا تھا۔

خاکسار شریف احمد از حصار

۴ خدا تعالےٰ ہمیں اسی پر عمل کرنے کی توفیق دے آمین خاکسار خلیل احمد جنرل سکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ